مِنہاجُ العابدین

از: امام محمدؒ غزالی رحمہ اللہ

مترجم: مولانا مُحمّد زکریا اقبال صاحب مدظلہم

دارالاشاعت
اُردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 32213768

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سندِ کتاب

مصنف رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کو ان کے چند مخصوص تلامذہ نے نقل کیا ہے، ان میں ایک مشہور نام شیخ زادہ عبدالملک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے حجۃ الاسلام ابوحامد محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نقل کروائی اور ان کے چند خاص شاگردوں کے علاوہ اسے کسی نے نقل نہیں کیا۔

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جو بڑی زبردست اور رحیم و کریم ذات ہے، جس نے زمین و آسمان کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور کائنات کے امور کو اپنی خاص حکمت سے سنوارا اور (اپنی مخلوقات میں سے) جن وانس کو اپنی عبادت واطاعت کے لیے پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴿۵۶﴾ [سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت]

ترجمہ:...... میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ میری عبادت کریں

لہٰذا اب جو شخص اس کی اطاعت وعبادت کی شاہراہ پر گامزن ہونا چاہے، اس کے لیے تو راستہ بڑا ہی روشن اور سیدھا ہے، چشم بصیرت رکھنے والوں کے لیے ہر قسم کے دلائل و براہین ظاہرہ ہیں لیکن ہدایت دینے اور راہِ مستقیم پر چلانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہی کے اندھیروں میں دھکیل دے اور وہ صراط مستقیم کے چلنے والوں کو خوب جانتا ہے

اور بے شمار دُرود وسلام ہوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر، جو تمام انبیاء ورُسل کے سردار ہیں اور تاقیامت ان کی آل واولاد پر سلام ہو۔ اللہ جل شانہ تمام مسلمانوں کو اپنی رضا کے کام نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی تمام علوم کے حصول کا ثمرہ ہے اور عمر عزیز کا سب سے بڑا فائدہ بھی اس کی بندگی کا اظہار ہے اس کی عبدیت ہی زندگی کا حاصل ہے، اولیاء کا زادِ راہ یہی عبدیت ہے، یہ طاقت وروں کی راہ ہے، معززین کا طریقہ ہے، بلند ہمت لوگوں کا مقصد اور بزرگوں کا شعار ہے، مردان حق کا پیشہ اور اہل دانش کی پسند ہے نیک بختوں کے لیے

فراغت بھی بہت کم ہے، عمریں کوتاہ اور مصائب زمانہ بڑے سخت ہیں جب کہ موت انتہائی نزدیک ہے اور راہ چلنے والے انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ سفر میں زادسفر بہت ضروری ہے اس سفر کا توشہ عبادت ہے اگر دنیا میں عبادت کا زادراہ کسی کو نہیں ملا تو وہ مرنے کے بعد حاصل نہیں کر سکتا اور جس کو یہ زادِراہ مل گیا، وہی درحقیقت کامیابی کی منزل کو پہنچے گا اور انجامِ کار دارین میں سعادت مند ہوگا اور اس سے جو محروم رہے گا وہ درحقیقت خسارہ میں جا پڑا اور بربادی اس کا مقدر ہوگئی تو بخدا! یہ بہت مشکل اور خطرناک کام ہے۔ اس راہ عبادت پر چلنے کا ارادہ کرنے والے بہت کم ہیں ان میں سے بھی بہت کم ایسے ہیں جو مستقل مزاجی سے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہناتے ہیں اپنے مقصد تک رسائی حاصل کرنے والے اور بھی کم ہیں، لیکن جو مقصد تک پہنچ جائیں وہی صاحب عزت ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت اور تعلق کے لیے منتخب کرلیا اور اپنی توفیق سے ان کی حفاظت فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے انہیں جنت میں داخل فرمایا۔ رب العالمین سے یہ دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے ان لوگوں میں شامل کردے۔ آمین

جب ہم نے راہ جنت کو اس قدر دشوار گزار اور پرمشقت پایا تو اس راہ کے اسباب ووسائل اور زادراہ کو جمع کرنے کی فکر کی اور ان اسباب کو دریافت کیا، جس سے یہ امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ جنت وکامیابی کا راستہ سلامتی سے پورا ہوجائے گا، مثلاً: عبادت کی استعداد اور صلاحیت ہونا، اس کی بجاآوری کرنا، اس کے متعلق ضروری علم اور دیگر تدابیر اختیار کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہے لہٰذا ہم نے سفر جنت کو طے کرنے کے متعلقہ اسباب پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً: احیاء علوم دین، کتاب القربۃ الی اللہ وغیرہ لیکن چوں کہ ان کتابوں میں باریک علمی حقائق اور فلسفیانہ نکات کو بیان کیا گیا ہے جسے عوام الناس کے ذہن قبول نہ کرسکے اور انہوں نے ان مذکورہ کتابوں کے متعلق طعن وتشنیع اور نکتہ چینی شروع کردی۔ ظاہر ہے کہ اللہ رب العالمین کے کلام سے بہتر تو کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا لیکن اس کے متعلق بھی عاقبت نااندیش لوگوں نے کہہ دیا کہ: اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

ترجمہ: ...... کہ یہ (قرآن کریم) تو پچھلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ (نعوذباللہ)

تو جب کلام اللہ کے متعلق لوگوں نے زبان طعن درازی کردی تو مخلوق کے کلام کو کیسے معاف کردیا جاتا؟ لیکن اہل علم اور دانش وروں کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مخلوق خدا سے تکرار وتنازع نہ کیا

جائے اور ان سے مہربانی کا معاملہ کیا جائے، لہٰذا میں نے احکم الحاکمین کی بارگاہ میں دعا کی کہ مجھے ایک ایسی کتاب کی تصنیف کی توفیق دے، جس پر سب لوگ متفق ہو جائیں اور وہ خلق خدا کو نفع بخشے

پروردگار عالم نے جو لاچاروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے میری دعا کو بھی شرف قبولیت عطا فرمایا اور مجھے دین کے اسرار و رموز سے مطلع فرمایا، اس کتاب کی تدوین کی ایک بالکل منفرد ترتیب سکھائی وہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جب آدمی پہلے پہل راہ عبادت پر چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ نمائی اور خاص توفیق اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم کی آیت میں اشارہ فرمایا گیا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ [سُوْرَةُ الزُّمَر: ۲۲]

ترجمہ: ...... بھلا ہم نے جس شخص کا شرح صدر اسلام کے لیے کر دیا وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہے۔

راہِ طریقۂ عبادت کی طرف راہ نمائی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جب انسان کے دل میں نور داخل ہوتا ہے تو وہ اس میں وسعت اور انشراح پیدا کرتا ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس نور کی کوئی علامت بھی ہے، جس سے اسے پہچانا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکہ کے گھر (دنیا) سے دوری، ہمیشگی کے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت سے قبل موت کی تیاری یعنی اگر یہ باتیں کسی کے اندر ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں نور پیدا ہوا ہے۔

تو بندہ کے دل میں جب راہ عبادت پر چلنے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہوں مثلاً: زندگی، طاقت، عقل گویائی اور دوسری بے شمار نعمتیں اور راحت کے اسباب جو اللہ نے میرے لیے مہیا فرمائے جن کے ذریعہ میں اپنے آپ کو تکالیف و نقصانات اور آفات و بلیات سے محفوظ رکھتا ہوں تو ان انعامات کا کوئی منعم ضرور ہے جو مجھے یہ نعمتیں عطا کر رہا ہے اور وہ مجھ سے ان نعمتوں پر شکر گزاری اور فرمابرداری کا مطالبہ کرتا ہے کہ اگر میں اس میں کوتاہی کر دوں تو وہ مجھے اپنے عذاب میں مبتلا کر دے گا اور اپنی نعمتیں مجھ سے چھین لے گا۔

وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ اس منعم حقیقی نے اپنی معرفت کے حصول کے لیے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے، جن کے ہاتھوں پر ایسے خوارق عادت معجزات ظاہر ہوئے جو انسان کی بساط سے باہر ہیں اور انہوں نے بتلایا کہ اے بندے! تیرا ایک ہی پروردگار ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ہر چیز کو جانتا ہے اور ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے اور اس نے تجھے اچھے کاموں کے کرنے اور برائیوں سے بچنے کا حکم فرمایا اور وہ نافرمانوں کو عذاب دینے اور فرمانبرداروں کو جزا اور ثواب دینے پر قادر ہے، وہ دل کے مخفی رازوں اور دل میں گزرتے خیالات اور وساوس کو جانتا ہے اور اس نے بخشش و انعامات کا وعدہ بھی فرمایا اور عذاب و سزا کا خوف بھی دلایا اور احکامات شرع پر پابندی سے قائم رہنے کا حکم فرمایا۔

ان تمام باتوں کے خیال کرنے سے بندہ کے دل میں یہ بات راسخ ہوجاتی ہے کہ ساری باتیں عقلاً بالکل ممکن ہیں اور کوئی بات محال نہیں، تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کے حساب سے گھبراہٹ طاری ہوجاتی ہے اور یہی خوف اس کو خواب غفلت سے جگاتا ہے اور اتمام حجت کرتا ہے اور اس کے اعذار اور بہانوں کو ختم کرتا ہے اور یہی خوف اسے آیاتِ الٰہیہ پر غور و فکر کرنے پر اُبھارتا ہے، چنانچہ ایک سلیم الطبع شخص اس خیال سے گھبرا کر اپنی نجات و فلاح کی راہ تلاش کرتا ہے اور جائے عافیت کی فکر میں سرگرداں ہوتا ہے تو اس کو یہی راہ ملتی ہے کہ وہ عقل و شعور کے ذریعے کائنات اور اشیاء کائنات میں غور و فکر کر کے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل کرے اور مصنوعات عالم کے ذریعے ان کے صانع کو پہچانے تاکہ اسے غیب پر یقین (ایمان بالغیب) حاصل ہو اور وہ جان لے کہ اس کا ایک ہی خالق و مالک ہے جس نے اسے احکامات شرع کا پابند کیا اور اوامر و نواہی کا مکلف فرمایا تو راہ عبادت کی پہلی گھاٹی خلاق دو عالم کی معرفت حاصل کرنے کے لیے مخلوقات عالم میں غور و فکر کرنا ہے جسے عقبۃ العلم والمعرفۃ ''علم اور معرفت کی گھاٹی'' کہا جاتا ہے۔

راہِ عبادت کی گھاٹیاں

اور یہ اس لیے ضروری ہے کہ بندہ اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لیے آیات و دلائل میں خوب غور کرے اور علماءِ کرام سے جو آخرت کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں، اس کے بارے میں دریافت کرے، کیوں کہ وہ ہی صراط مستقیم کی راہ نمائی کر سکتے ہیں اور وہی امت مسلمہ کی سیادت کے

لائق ہیں اوران سے نفع دینی حاصل کرے اوران کی دعاؤں کا طالب رہے توان شاءاللہ توفیق الٰہی سے اس گھاٹی کوعبور کرنے میں کامیاب ہوجائے گا اور اسے غیب پر یقین کامل حاصل ہو جائے گا یعنی یہ کہ میرا ایک ہی معبود حقیقی ہے جس نے میری تخلیق فرمائی اور اپنے انعامات سے نوازااوران نعمتوں پرشکر کرنے اورظاہر و باطن سے فرمانبرداری اوراطاعت کرنے کاحکم دیااور اسی طرح ناشکری، نافرمانی اور کفران نعمت سے منع فرمایااوراطاعت وشکر پرانعامات دائمی اور نافرمانی وکفران نعمت پرعذاب دائمی کا وعدہ فرمایا۔توان سب باتوں کا یقین کامل اسے خالق ومالک کی عبادت پر کمربستہ کردے گا کہ جس کی معرفت تلاش وجستجو کے بعد حاصل ہوئی اس کی بندگی کی جائے لیکن ابھی اسے معلوم نہیں اس کی بندگی کا طریقۂ کار کیا ہے؟

اوراسے یہ بھی معلوم نہیں کہ ظاہر و باطن کی کیا کیااطاعت اس کے ذمہ لازم ہےاورظاہر و باطن کے کیا کیافرائض واحکامات شرعیہ واجب ہیں تووہ جب ان احکامات کاعلم حاصل کرتا ہےتواس کی پہلی گھاٹی کوعبور کرلیتا ہے جسے ہم ''عقبۃ العلم والمعرفۃ'' کہتے ہیں۔

پھر جب وہ ان احکامات وفرائض کاعلم حاصل کرلیتا ہےتو اطاعت اور بندگی کی طرف متوجہ ہوتا ہے،لیکن اسے خیال آتا ہے کہ میں توطرح طرح کے گناہوں میں،معاصی میں اورنافرمانیوں کے سمندر میں سرتاپاغرق ہوں، بداعمالیوں اور گناہوں میں آلودہ ہورہا ہوں تو میرے لیے ضروری ہے کہ بندگی اور اطاعت سے قبل گناہوں اور معاصی سے توبہ کروں اور پاکیزگی حاصل کرلوں تاکہ ہرقسم کے گناہوں کی گندگی اورظلمت سے پاک وصاف ہوکراللہ سے تعلق پیدا کروں تو یہاں اس کوایک اورگھاٹی کا سامنا کرنا پڑااوروہ ہے: عقبۃ التوبہ

''عقبۃ التوبۃ'' یعنی توبہ کی گھاٹی

اب اس توبہ کی گھاٹی کوطے کرنا ضروری ہےلہٰذا جب وہ اس عقبۃ التوبہ کوطے کرلے گااور سچی توبہ کر کے مقصد کے حصول کے لیے اپنے آپ کوگناہوں اورظلمتوں سے پاک کرے گا پھر راہ عبادت واطاعت پرگامزن ہونے کاارادہ کرے گا تواسے ایک اورگھاٹی سے سابقہ پیش آئے گا اوروہ ہے: ''عقبۃ العوائق یعنی اطاعت وبندگی سے روکنے والی گھاٹی''

چار موانع:......انسان یہ دیکھتا ہے کہ راہ عبادت میں بہت سی رکاوٹیں اورموانع پیش آتے

ہیں جن کی وجہ سے وہ عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا اور وہ موانع چار ہیں:

[۱]...... دنیا [۲]...... مخلوق [۳]...... نفس [۴]...... شیطان

یہ چار موانع راہ عبادت میں پیش آتے ہیں، کبھی دنیا کی خاطر عبادت ترک کر دیتا ہے، کبھی مخلوق کی وجہ سے اور کبھی نفس و شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے عبادت سے غفلت اختیار کرتا ہے، لہٰذا ان موانع اور رکاوٹوں کا دور کرنا ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا سے الگ ہونا پڑے گا، مخلوق سے عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑے گی اور نفس و شیطان کا قوت سے مقابلہ کرنا ہوگا اور ان سب موانع میں سب سے بڑی رکاوٹ نفس ہے، کیوں کہ بقیہ سب چیزوں سے تو چھٹکارا حاصل ہوسکتا ہے، لیکن نفس سے تو پیچھا نہیں چھڑا سکتا کیوں کہ زندگی کا یہی ہتھیار ہے، لہٰذا اس سے تو چھٹکارا ممکن نہیں کیوں کہ یہ تو زندگی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے، جب تک دم میں دم ہے نفس کا ساتھ رہے گا۔ لیکن یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ نفس عبادت کے لیے تیار ہو جائے کیوں کہ خواہشات کی اتباع اور نیکیوں سے دوری اس کی فطری صفت ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کو تقویٰ کا لگام دیا جائے تا کہ وہ سلامت بھی رہے اور تابعدار بھی رہے سرکشی نہ کرے تو یہ بھی ایک مستقل مرحلہ اور گھاٹی ہے اور اسے عبور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ضروری ہے۔

عوارضات:...... جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کی ساتھ اس گھاٹی کو عبور کر لے گا تو اس کے سامنے کچھ عوارض پیش آئیں گے جو پوری یکسوئی سے عبادت کی راہ پر نہیں چلنے دیں گے اور یہ چار عوارض ہیں:

(۱)...... رزق: نفس اس کی فکر و تلاش میں لگا رہتا ہے اور بندہ کو اس فکر میں مبتلا کر دیتا ہے کہ جب دنیا اور مخلوق سے الگ رہوں گا اور عبادت میں لگا رہوں گا تو میرے رزق اور معاش کا کیا ہوگا؟ میری گزر بسر کیسے ہوگی؟

(۲)...... اندیشے اور وسوسوں میں مبتلا رہتا ہے کہ نہ معلوم یہ کام میرے لیے بھلا ہے یا برا ہے، کہیں میں کسی تباہی کا شکار نہ ہو جاؤں۔

(۳)...... مصائب و سختیاں: کہ اللہ کی راہ پر چلنے میں کیا مشکلات و پریشانیاں اس پر پڑیں گی اور مخلوق کی مخالفت اور ناراضگی مول لینی پڑے گی اور مختلف آلام و مصائب کا سامنا ہوگا۔

④......قضاء وتقدیرِ الٰہی: جو کبھی موافق ہوتی ہے اور کبھی مخالف، کبھی تلخ ہوتی ہے کبھی شیریں لہٰذا جب یہ عوارض پیش آتے ہیں تو اسے یہاں پر ''عقبۃ العوارض'' کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسے طے کرنے کے لیے چار ہی چیزوں کی ضرورت ہے:

عقبۃ العوارض کو طے کرنے کے لیے چار چیزیں

①......رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اعتماد رکھنا۔

②......اندیشوں اور وسوسوں کے معاملہ میں ہر امر کو اللہ تعالیٰ کی جانب تفویض کرنا۔

③......اور مصائب وشدائد کے وقت صبر کرنا۔

④......قضاء وتقدیر کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا۔

جب یہ سب باتیں اپنے اندر پیدا کرلے گا اور گھاٹی کو اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے طے کرلے گا تو اسے ایک اور گھاٹی سے سابقہ پیش آئے گا اور وہ یہ کہ ان تمام گھاٹیوں کو عبور کرنے کے بعد اسے احساس ہوگا کہ اس کا نفس عبادت سے بہت سست اور کاہل ہو رہا ہے اور اس معاملہ میں غیر معمولی غفلت کا شکار ہو رہا ہے، نیکی کی طرف راغب نہیں ہوتا بلکہ برائی اور گناہوں کی طرف رغبت کرتا ہے تو اب نفس کو نیکی پر اُبھارنے کے لیے کوئی سبب چاہیے جو نفس کو عبادت واطاعت اور بندگی پر راغب کرے اور ایک ایسا سبب چاہیے جو گناہوں اور برائیوں کی نفرت دلائے اور رب تعالیٰ کی نافرمانی سے اسے ڈرائے، تو جان لیجیے کہ یہ اسباب دو چیزیں ہیں:

[۱]......رجا یعنی امید [۲]......دوسرے خوف یعنی بندہ حق تعالیٰ سے بے حد اجر وثواب کی اُمید رکھے اور طرح طرح کے انعامات کا کہ جن کا حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان کے ملنے کی امید رکھے اس سے نفس عبادت پر آمادہ ہوتا ہے اور دل میں اطاعت کی رغبت اور اعمالِ صالحہ کی تحریک پیدا ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے عذابِ الیم کا خوف اور آخرت میں پیش آنے والی سختیوں اور تکالیف کو پیش نظر رکھے جب یہ خوف بندہ کے دل میں پیوست ہو جائے گا تو نافرمانی اور معصیت سے باز آجائے گا اور یہ گھاٹی ''عقبۃ البواعث'' کہلاتی ہے یعنی رغبت دلانے کی گھاٹی۔ لہٰذا جب اس سے سابقہ پیش آئے تو مذکورہ باتوں کو پیش نظر رکھ کر اس کو بھی طے کرلے۔

جب یہ ساری گھاٹیاں طے کرلیں تو اب کوئی اسے یکسوئی سے عبادت کرنے اور اعمال صالحہ سے

منع کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اندر ایسے اوصاف محسوس کرتا ہے جو اسے نیک اعمال پر ابھارتے ہیں تو اب خوب ذوق وشوق سے عبادت کرے گا اور پوری یکسوئی کے ساتھ بندگی میں لگا رہے گا۔ لیکن عبادت میں مشغول ہونے کے بعد اسے احساس ہوگا کہ دو بڑی آفتیں اس کی عبادت کو بیکار کر رہی ہیں جن میں سے ایک تو ریا ہے دوسری عُجب ہے، کبھی تو لوگوں کو اپنی عبادت اور اطاعت دکھلانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے اس عبادت کا سارا ثواب ملیامیٹ ہو جاتا ہے اور کبھی ان اعمال صالحہ کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا عابد وزاہد اور پارسا سمجھنے لگتا ہے اور خود فریبی میں نفس کو پھلاتا رہتا ہے چنانچہ ساری عبادت برباد ہو جاتی ہے تو اب اسے ایک نئی گھاٹی سے واسطہ پڑتا ہے جسے ہم ''عقبۃ القوادح'' کہتے ہیں یعنی عبادت کو میٹ دینے والی گھاٹی۔

اور اسے طے کرنے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:

ایک اخلاص اور دوسرے اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان۔ عبادت میں اخلاص وللہیت پیدا کرے اور اللہ کے فضل وکرم کو یاد رکھے کہ سب اس کی توفیق سے ممکن ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ‏ ‏ ‏ ‏ تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ورنہ کہیں یہ سارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں (اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو جائے، العیاذ باللہ) تو اس گھاٹی کو اللہ کی مدد سے طے کرے جب یہ ساری گھاٹیاں عبور ہو گئیں تو عبادت کا مقصود حاصل ہو گیا اور تمام آفات سے محفوظ ہو گیا۔

عقبۃ الحمد والشکر یعنی ''شکر اور تعریف کی گھاٹی''

لیکن اب جو دیکھا تو خیال ہوا کہ میں مستقل اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رحمتوں کے دریا میں غرق ہوں عبادت کی توفیق، اس کی تمام عیوب سے حفاظت، نیک کاموں کی تائید اور معاصی سے بچاؤ یہ تو اس کے کرم کا صدقہ ہیں اور اگر میں ان نعمتوں پر اس کریم مالک کے ذکر سے غفلت میں رہا تو یقیناً یہ بڑے نقصان کی بات ہے کیوں کہ اس طرح میں اللہ تعالیٰ کے مقربین خاص اور اولیاء کے درجہ سے گر جاؤں گا اور اس کی نعمتیں اور نیک اعمال کی توفیق مجھ سے سلب ہو جائیں گی لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر بجالاتا ہے جسے ہم ''عقبۃ الحمد والشکر'' شکر اور تعریف کی گھاٹی سے تعبیر کرتے ہیں۔

جب بتوفیقِ ایزدی اس مرحلہ کو بھی عبور کرلے گا تو دیکھے گا کہ وہ بالکل لب بام پہنچ چکا ہے اور

مدعا و مقصود پورا ہونے کو ہے، اس راہ پر کچھ مزید آگے بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی سرزمین اور اس سے ملاقات کے شوق کے صحرا اور محبت کے میدان میں پہنچ جائے گا اللہ کی مرضی و خوشنودی کے باغات، انس و محبت کے گلستان اور روحانی فرحتوں کے مقام تک اس کی رسائی ہو جائے گی اور اسے خاص مقامات قرب عطا کیے جائیں گے اور اب اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے والوں کی مجلس عالیہ میں شامل ہو جائے گا اور اپنے خالق کے انعامات و اکرام کا مستحق قرار پائے گا اور ان روحانی فرحتوں میں، اتنا مگن ہوگا کہ بقیہ عمر اسی یاد الٰہی کے گلستان میں گزارے گا اور یہ جسم کے اعتبار سے تو بظاہر دنیا میں رہے گا لیکن اس کی باطنی کیفیات اور دل آخرت میں اٹکا ہوگا۔

مخلوق سے دن بدن وحشت اور دنیا سے بیزاری بڑھے گی اور ہر آن اللہ کے ہاں سے بلاوے کا منتظر رہے گا، موت کی آرزو اور وصال محبوب کی خواہش اور عالم بالا کا اشتیاق دنیا و مافیہا سے غافل کر دے گا اور اچانک اللہ رب العالمین کی جانب سے اجل آ پہنچے گی اور فرشتہ مالک کائنات کی رضامندی اور اس کی طرف سے رحمت و عنایت اور روح و ریحان کی بشارت و خوشنودی لے کر اسے دنیائے فانی سے بارگاہ الٰہی میں پہنچائے گا اور اسے بڑے اعزاز و اکرام سے باغ جنت میں داخل کر دیا جائے گا جہاں وہ اپنے حقیر نفس کے لیے بڑے ہی انعامات اور بڑی سلطنت کا سامنا کرے گا اور رحمان و رحیم ذات کی طرف سے رحمت و مہربانی، انس و محبت، قربت و بزرگی اور انعام و اکرام سے اتنا مالا مال کیا جائے گا کہ زبان و قلم اس کے بیان سے عاجز ہیں۔ اور یہ مقامات تقرّب اور عنایات خاررو ز بروز مزید ترقی کریں گے اور دائمی سرمدی سعادت اور خوش نصیبی اس کا مقدر بنیں گی۔ اور وہ رشک ملائک بن جائے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم اور خاص اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنے ایسے ہی بندوں میں شامل کر کے ہمیں اپنے انعامات عظمیٰ سے نوازے اور یہ اس کریم ذات کے لیے کچھ دشوار نہیں ہے، ہمیں ان بندوں میں نہ شامل کرے جنہیں ان باتوں سے سوائے باتیں بنانے کے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اور ہمارے علم کو روز قیامت ہم پر الزام کا ذریعہ نہ بنائے اور ہم سب کو علم پر عمل کرنے اور اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے وہی ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین ہے۔ وما ذلك على الله بعزيز

یہ وہ ترتیب ہے، جس کا میں نے ابتدا میں ذکر کیا تھا کہ میرے مولیٰ نے مجھے عجیب ترتیب القاء کی ہے اور ساری ترتیب کا خلاصہ یہ ہے کہ راہ عبادت میں سات گھاٹیاں پیش آتی ہیں:

راہ عبادت کی گھاٹیاں

① ...... علم و معرفت کی گھاٹی
② ...... توبہ کی گھاٹی
③ ...... عوائق کی گھاٹی
④ ...... عوارض کی گھاٹی
⑤ ...... بواعث کی گھاٹی
⑥ ...... قوادح کی گھاٹی
⑦ ...... شکر کی گھاٹی

اس پر ہماری کتاب "منہاج العابدین" مکمل ہو جائے گی۔

اب میں ان گھاٹیوں کے بارے میں مختصراً متعلقہ مطالب و اہم نکات قدرے تفصیل سے علیحدہ علیحدہ باب بیان کروں گا، میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی نصرت کا طالب ہوں۔

والا حول ولا قوۃ الا باللہ

